© rasailojaraid.com

خلفائے راشدین اور اجتہاد و تشریع

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب صدر شعبۂ عربی، دہلی یونیورسٹی

(۲)

(۱۵) رسول اللہ ؐ نے مدینہ سے اسّی میل مشرق میں جہاد کے گھوڑوں کے لئے ایک چراگاہ محفوظ کرلی تھی جس میں عام لوگوں کو چرانے کی اجازت نہ تھی، لیکن عمر فاروق رضؓ نے بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے پیشِ نظر مدینہ کے مضافات میں دو[2] مزید چراگاہیں محفوظ کرلیں۔ ایک شَرف جس میں گھوڑے پالے جاتے تھے اور دوسری رَبذہ جس میں زکوٰۃ کے اونٹ رکھے جاتے تھے۔[1]

(۱۶) رسول اللہ ؐ کے زمانہ میں نمازِ تراویح باجماعت نہیں پڑھی جاتی تھی، دو[2] یا تین بار انھوں نے تراویح باجماعت پڑھی اور پھر یہ کہہ کر اس کو بند کردیا: أخاف أن یُوجب علیکم۔ مجھے ڈر ہے کہیں یہ نماز تم پر لازم نہ کردی جائے۔[2] ابوبکر صدیقؓ کے عہد میں بھی یہ نماز نہیں پڑھی جاتی تھی، لیکن عمر فاروقؓ نے بعض مصالح کے پیشِ نظر نمازِ تراویح باجماعت جاری کردی اور سارے اسلامی قلمرو میں احکامات صادر کردیے کہ رمضان میں یہ نماز باجماعت پڑھی جائے۔[3]

(۱۷) مدنی قرآن کا ایک قانون ہے کہ یہود و نصاریٰ اگر اسلام قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں تو ان سے جزیہ وصول کیا جائے۔ لیکن عمر فاروقؓ نے میسوپوٹامیہ کے تغلبی عیسائیوں سے جزیہ کی بجائے دو[2] چند زکوٰۃ[1]

---

[1] فتوح البلدان بلاذری مصر ص ۱۵۔ و معجم البلدان یاقوت مصر ۵/۷۱۔ [2] شرح نہج البلاغہ مصر ۳/۱۸۷۔ [3] تاریخ عمر بن خطاب۔ ابن جوزی ص ۴۵، ۴۶۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وصول کی، عمر فاروق رضؓ کا یہ اجتہاد نہ تو مدنی قرآن کے مطابق تھا نہ عملِ رسول اللہؐ سے ہم آہنگ، لیکن اس کی تہ میں ایک مصلحت کارفرما تھی، میسوپوٹامیہ کے بنو تغلبی عیسائی جو بڑے بہادر، خوددار اور مال دار تھے، جزیہ کو عار سمجھتے تھے، ان کا مطالبہ تھا کہ ہم زکوٰۃ کے نام سے ٹیکس دے سکتے ہیں، لیکن جزیہ کے نام سے کچھ نہیں دیں گے۔ انھوں نے دھمکی دی کہ اگر ہم پر جزیہ لگایا گیا تو ہم جلا وطن ہو کر بازنطینی قلمرو میں چلے جائیں گے اور وہاں فوج میں بھرتی ہو کر آپ سے لڑیں گے۔[۱]

(۱۸) رسول اللہؐ کی رائے تھی کہ اُمّہات اولاد کو عام کنیزوں کی طرح بیچا جاسکتا ہے، لیکن عمر فاروق رضؓ نے جب دیکھا کہ لوگ اس اجازت سے ناجائز فائدہ اٹھا رہے ہیں تو انھوں نے امہات اولاد کو بیچنے کی ممانعت کردی۔[۲] مدینہ میں ایک باشعور اور سلیقہ مند جوان تھا جس کی ماں کنیز تھی، یعنی ام ولد، عمر فاروق رضؓ اس کے فہم و ادب سے متاثر تھے، جب جوان کے والد کا انتقال ہوا تو ورثاء نے اس کی ماں کو بیچنے کا اعلان کر دیا۔ جوان نے ماں کو خود خرید کر اس کو آزاد کرنے کا ارادہ ظاہر کیا، ورثاء کو اس بات کا علم ہوا تو انھوں نے ماں کی قیمت اتنی بڑھا دی جتنا جوان کا ورثہ میں حصّہ تھا۔ اور اس طرح اس کو اپنے متوفی باپ کی میراث سے بالکل محروم کر دیا، عمر فاروق رضؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو ان کو بہت غصّہ آیا اور انھوں نے امہات اولاد کو بیچنے کی ممانعت کردی اور حکم دیا کہ امہات اولاد یعنی ایسی کنیزوں کو جن کے اپنے مالکوں سے بچّے پیدا ہوں نہ تو بیچا جاسکتا ہے نہ ہبہ کیا جاسکتا ہے، نیز یہ کہ مالکوں کے انتقال کے بعد وہ ازخود آزاد ہو جائیں گی۔

(۱۹) رسول اللہؐ نے ھجر (بحرین) کے فارسی، یہودی اور نصرانی باشندوں پر جنھوں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا جزیہ لگا دیا تھا، جزیہ کی شرح پانچ روپے (ایک دینار) فی کس تھی جس میں سارے بالغ مرد اور عورتیں شامل تھے، عمر فاروق رضؓ کے عہد میں جب بیرونی ممالک فتح ہوئے تو انھوں نے رسول اللہؐ کی شرحِ جزیہ منسوخ کر دی اور جزیہ کا ایک بالکل نیا ضابطہ بنایا جس کی رُو سے جزیہ کے تین گریڈ تھے: چوبیس ۲۴ روپے سالانہ مال داروں سے، بارہ ۱۲ روپے متوسط طبقہ اور چھ ۶ روپے سالانہ غریبوں سے، اسکے علاوہ انھوں نے جزیہ صرف اُن بالغ مردوں سے وصول کیا جو لڑنے کے لائق تھے، عورتوں، بچّوں، بوڑھوں

[۱] کتاب الاموال قاسم بن سلام ص ۳۱ و ۲۸ و سنن کبریٰ ۹/۲۱۶۔ [۲] سنن کبریٰ ۱۰/۳۴۲ - ۳۴۸۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بیماروں اور اپاہجوں کو جزیہ سے مستثنیٰ کر دیا۔[1]

(۲۰) رسول اللہؐ نے ذوی القربیٰ کا حصہ جو بدنی قرآن کی رو سے خمس کی ایک مد تھا صرف اپنے کنبہ والوں (بنو ہاشم اور بنو مطلب) کے لئے مخصوص کیا تھا، لیکن عمر فاروقؓ نے اس کو سارے قریش کے لئے عام کر دیا۔[2]

اجتہادِ فاروقی ناسخ عمل ابی بکر صدیقؓ

(۱) ابو بکر صدیق سرکاری آمدنی مرد، عورت، بچہ، آزاد اور غلام سب پر برابر برابر بانٹا کرتے تھے لیکن عمر فاروقؓ نے خلیفہ ہو کر غلاموں کو سرکاری روپے سے بالکل محروم کر دیا اور محاصلِ حکومت کی تقسیم کا ایک بالکل نیا ضابطہ مرتب کیا، جس کی رو سے انھوں نے عربوں کو کئی صنفوں میں بانٹا اور ہر صنف کے لئے الگ الگ گریڈ مقرر کئے مثلاً سب سے بڑا گریڈ پانچ اور چھ ہزار روپے سالانہ کا تھا جو رسول اللہؐ کی بیویوں کے لئے مخصوص تھا۔ ایک گریڈ ڈھائی ہزار کا تھا۔ مجاہدینِ بدر کے لئے، ایک دو ہزار کا مہاجرینِ حبشہ اور مجاہدینِ احد کے لئے، ایک ڈیڑھ ہزار کا، ۸ھ سے پہلے کے مہاجروں کے لئے، ایک ہزار کا، فتحِ مکہ کے بعد اسلام لانے والوں کے لئے ایک ڈیڑھ ہزار کا، مہاجرین کی بیویوں کے لئے۔ ایک پچاس روپے کا، نو مولود بچوں کے لئے۔[3]

(۲) ابو بکر صدیقؓ خالد بن ولیدؓ کی بدعنوانیوں کو اتنا سنگین نہیں سمجھتے تھے کہ ان کی وجہ سے خالد کا مرتبہ گھٹایا جاتا۔ لیکن عمر فاروقؓ کی رائے تھی کہ ان بدعنوانیوں کی موجودگی میں خالدؓ کو سالارِ اعلیٰ کے عہدہ پر نہیں رکھا جا سکتا، چنانچہ خلیفہ ہو کر پہلی فرصت میں انھوں نے خالدؓ کا عہدہ گھٹا کر ان کو ابو عبیدہ بن جراحؓ کے ماتحت کر دیا۔

(۳) اس کے باوجود کہ خالد بن ولیدؓ سرکاری آمدنی کا نہ تو کوئی ریکارڈ رکھتے تھے اور نہ خلیفہ کو اس کا حساب دیتے تھے، ابو بکر صدیقؓ نے ان کی عسکری کارگزاریوں کے پیشِ نظر ان سے کوئی مواخذہ نہیں کیا لیکن عمر فاروقؓ نے خالدؓ کی مال و متاع کا چوتھائی حصہ بحق سرکار ضبط کر لیا۔[4]

(۴) ابو بکر صدیقؓ نے شراب نوشی کی سزا چالیس کوڑے مقرر کی تھی، عمر فاروقؓ کی رائے تھی کہ یہ سزا کم ہے اور اس سے شراب نوشی کی روک تھام نہیں ہو سکتی، لہٰذا خلیفہ ہوتے ہی انھوں نے سزا دو چند یعنی اسّی کوڑے کر دی۔

---

[1] کتاب الاموال قاسم بن سلام ص ۳۶-۴۰۔ [2] ایضاً ص ۳۳۳ - [3] سنن کبریٰ ۶/۹۶ و فتوح البلدان ص ۴۵۵-۵۸-
[4] تاریخ طبری ۴/۲۰۵-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۵) ابوبکر صدیق رضؓ نے امہاتِ اولاد کو بیچنے کی اجازت دی تھی، لیکن عمر فاروق رضؓ نے اس کی ممانعت کر دی۔[1]

(۶) ابوبکر صدیق رضؓ نے چند نجدی لیڈروں کو جو مؤلفۃ القلوب کے طبقہ سے تعلق رکھتے تھے، اُن کی درخواست پر کچھ آراضی عطا کی اور ایک دستاویز لکھ دی، لیکن عمر فاروق رضؓ نے دستاویز پھاڑ ڈالی، اور اس کو نافذ نہ ہونے دیا۔ اُن کی رائے تھی کہ چونکہ نجدی لیڈروں نے ردّہ بغاوت میں شرکت کی تھی اس لئے وہ کسی رعایت کے مستحق نہیں۔[2]

(۷) ابوبکر صدیق رضؓ نے ضائع شدہ ودیعت کا تاوان نہیں وصول کیا لیکن عمر فاروق رضؓ تاوان وصول کرتے تھے۔[3]

اب ہم عمر فاروق رضؓ کے ان اجتہادات کی کچھ مثالیں دیں گے جو نصِ قرآنی یا عملِ رسولؐ کے صراحۃً منافی تو نہیں تھے لیکن جن کی سند نہ تو قرآن میں موجود تھی نہ سنّت میں۔

(۱) عمر فاروق رضؓ ہر وقت ہاتھ میں ایک کوڑا رکھتے جس سے لوگوں کو ڈراتے، دھمکاتے اور مارتے، اس کی ایک وجہ تو اُن کی مزاجی درشتی اور شدّت پسندی تھی اور دوسرے معاشرہ میں بہت سے جاہل، بے شعور اور اکھڑ لوگ موجود تھے جن کو سختی اور تشدد ہی سے قابو میں رکھا جا سکتا تھا۔ ایک بڑے قریشی نے عمر فاروق رضؓ سے کہا: آپ بہت سخت ہیں، ہمارے ساتھ نرمی سے پیش آیا کیجئے، ہمارے دلوں پر آپ کی ہیبت چھائی ہوئی ہے۔!
عمر فاروق رضؓ: کیا یہ ظلم ہے؟ قریشی: نہیں تو۔ عمر فاروق رضؓ: "خدا کرے میری ہیبت تمہارے دلوں میں اور زیادہ بڑھے"۔[4]

(۲) عمر فاروق رضؓ جب کسی کو سرکاری عہدہ دیتے تو اس کا روپیہ پیسہ اور مال و متاع نوٹ کر لیا کرتے تھے۔[5] اور اگر سرکاری نوکری کے دوران اُس کی دولت میں کوئی معتدبہ اضافہ پاتے تو اس کو رشوت اور بے ایمانی پر محمول کر کے عہدہ دار کی آدھی دولت بحق سرکار ضبط کر لیتے، ان کے عہد میں ایک نہیں دسیوں ایسے عہدے دار صحابہ کا ذکر ملتا ہے جن کی آدھی دولت انھوں نے ضبط کر لی تھی۔[6]

(۳) عمر فاروق رضؓ نے تجارتی ٹیکس جاری کیا، حربی تاجروں سے دس فیصد، ذمیوں سے پانچ فیصد اور مسلمانوں سے ڈھائی فیصد۔ رسول اللہؐ یا ابوبکر صدیق رضؓ کے زمانہ میں کوئی ٹیکس نہیں لیا جاتا تھا۔[7]

(۴) عمر فاروق رضؓ ممتاز صحابہ بالخصوص اُن افراد کو جو رسول اللہؐ کے قریبی رشتہ دار ہوتے مفتوحہ علاقوں میں

---

[1] سنن کبریٰ ۱۰/۳۴۷۔ [2] اسی طرح کی ایک دوسری مثال دیکھئے تاریخ ردّہ (ندوۃ المصنفین دہلی) ص ۱۴۴-۱۴۵۔

[3] ،، ۲۸۹/۷۔ [4] تاریخ عمر ابن جوزی مصر ص ۱۰۰۔ [5] ایضاً ص ۸۹۔ [6] فتوح مصر ابن عبدالحکیم ص ۱۴۶-۱۴۹۔ و فتوح البلدان بلاذری۔ ص ۳۹۲۔ [7] کتاب الخراج یحییٰ بن آدم قریشی مصر ص ۱۷۳۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رہنے بسنے کی اجازت نہ دیتے تھے، ان کو اندیشہ تھا کہ وہ نظر سے اوجھل ہو کر عربوں میں اپنی خلافت کی تحریک چلائیں گے جس کے زیرِ اثر فتنے سر اٹھائیں گے اور بغاوتیں پیدا ہوں گی اور حکومت کی سالمیت خطرہ میں پڑ جائے گی۔[1]

(۵) عمر فاروقؓ جب کوئی گورنر مقرر کرتے تو اس کو تاکید کر دیتے کہ تم نہ تو ترکی گھوڑے پر سوار ہوگے، نہ عمدہ غذا کھاؤ گے اور نہ اچھا کپڑا پہنو گے،[2] اس طرح کی پابندیاں نہ رسول اللہؐ نے لگائی تھیں نہ ابوبکر صدیقؓ نے۔

اب ہم عثمان غنیؓ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور ان کے اجتہادات کی کچھ ایسی مثالیں پیش کریں گے جو عمر فاروقؓ یا ابوبکر صدیق یا رسول اللہؐ کے اجتہاد اور عمل سے مختلف تھے۔

(۱) عمر فاروقؓ معاملاتِ حکومت میں سخت گیر، متشدد اور روکھے تھے،[3] عثمان غنیؓ کا عمل نرمی، رواداری اور خوش اخلاقی پر تھا۔

(۲) عمر فاروقؓ جب گھر سے نکلتے تو ان کے ہاتھ میں دُرہ ہوتا جس سے وہ لوگوں کو ڈراتے اور مارتے لیکن عثمان غنیؓ نے کبھی دُرہ کو ہاتھ تک نہیں لگایا۔

(۳) عمر فاروقؓ شبہ یا شکایت پر اپنے گورنروں اور حاکموں کی آدھی دولت ضبط کر لیتے تھے لیکن عثمان غنیؓ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔

(۴) عثمان غنیؓ ڈیڑھ روپے کی چوری پر ہاتھ کاٹ لیتے تھے لیکن عمر فاروقؓ چار روپے کی چوری تک پر ہاتھ نہیں کٹواتے تھے۔[4]

(۵) عمر فاروقؓ عہدہ دیتے وقت عہدہ دار کا روپیہ پیسہ نوٹ کر لیتے تھے۔[5] اور اگر عہدہ کے دوران اس میں غیر معتدل اضافہ ہوتا تو عہدہ دار کی نصف دولت ضبط کر لیتے تھے، جہاں تک ہمیں معلوم ہے رسول اللہؐ، ابوبکر صدیقؓ یا عثمان غنیؓ نے عہدہ دیتے وقت کسی شخص کی دولت نوٹ نہیں کی تھی۔

(۶) عمر فاروقؓ سمندری خطرہ کی وجہ سے اپنے سالاروں کو بحری فوج کشی کی اجازت نہ دیتے تھے۔ لیکن عثمان غنیؓ نے اس کی اجازت دیدی جس کے زیرِ اثر بحرِ متوسط کے متعدد جزیرے فتح ہوئے۔[6]

---

[1] تاریخ طبری ۵/۱۳۴ - وشرح نہج البلاغۃ ۳/۵ - [2] ایضاً ۵/۱۲ - [3] شرح نہج البلاغۃ ۲/۱۱۴ والامامۃ والسیاسۃ ابن قتیبہ مصر ۲۷ [4] سنن کبریٰ ۸/۲۶۰ - [5] تاریخ عمر بن خطاب ابن جوزی ص۸۹ - [6] فتوح ابن اعثم کوفی قلمی ورق ۲۷۱ وتاریخ کامل ابن اثیر مصر ۳/۳۹ -

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۷) عمر فاروق رضؓ نے شمالی مغربی افریقہ (تونس، الجیریا اور مراکش) پر فوج کشی کی ممانعت کردی تھی اور جب گورنر مصر عمرو بن عاص رضؓ نے اُن سے تونس وغیرہ پر حملہ کی اجازت مانگی تو انھوں نے لکھا: افریقہ میں قدم نہ رکھنا، اس ملک کے لوگ کبھی متحد نہیں رہتے، وہاں کا پانی سخت دلی پیدا کرتا ہے، اس کو جو بھی پیے گا، سخت دل ہو جائے گا۔ اس کے باوجود نئے تقاضوں کے پیش نظر عثمان غنی رضؓ نے تونس اور الجیریا پر فوج کشی کی اجازت دے دی۔[۱]

(۸) عمر فاروق رضؓ ان قریشی صحابہ کو جو رسول اللہؐ کے رشتہ دار اور امیدوارِ خلافت تھے جیسے علی حیدر رضؓ زبیر بن عوام رضؓ اور طلحہ بن عبید اللہ رضؓ مفتوحہ علاقوں یا عرب چھاؤنیوں میں جاکر رہنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ان کو ڈر تھا کہ یہ لوگ اپنی خلافت کی تحریک چلاکر عربوں میں شورش اور اشتعال پیدا کریں گے لیکن عثمان غنی رضؓ نے کسی قریشی صحابی پر نقل و حرکت کی پابندی نہیں لگائی۔

(۹) عمر فاروق رضؓ نے ذمی عورتوں سے شادی کی ممانعت کردی تھی، لیکن عثمان غنی رضؓ نے اس کی اجازت ہی نہ دی بلکہ خود ایک عیسائی لڑکی نائلہ سے ۲۸ھ میں شادی کی، جب اُن کی عمر ستر سال سے زیادہ تھی۔[۲]

(۱۰) سوائے ام کلثوم بنت علی حیدر رضؓ کے جس کا مہر عمر فاروق رضؓ نے بیس ہزار ادا کیا، اُن کی ہر بیوی کا مہر ڈھائی، تین سو روپے سے زیادہ نہ ہوتا تھا، لیکن عثمان غنی رضؓ اپنی مالداری کے باعث بیویوں کا مہر ہزاروں روپے باندھتے تھے۔[۳]

(۱۱) رسول اللہؐ، ابوبکر صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ منیٰ میں قصر کرتے تھے یعنی چار رکعتی نماز دو رکعت پڑھتے تھے، لیکن عثمان غنی رضؓ نے ۲۸ھ سے منیٰ میں قصر کرنا چھوڑ دیا تھا۔[۴]

(۱۲) رسول اللہؐ، ابوبکر صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ کے زمانہ میں جمعہ کی نماز کے لئے دو ندائیں لگائی جاتی تھیں (اذان و اقامت) لیکن عثمان غنی رضؓ نے وقتی ضرورت کو ملحوظ رکھ کر ندائے ثالث کا اضافہ کردیا۔[۵]

---

[۱] دیکھئے فتوح مصر ابن عبدالحکم ص۱۷۳ و فتوح البلدان ص۲۲۷ و معجم البلدان یاقوت ۳۰۱/۱۔ [۲] اغانی ابوالفرج مصر ۱۵/۷۰،
[۳] انساب الاشراف بلاذری ۱۳/۵۔ [۴] اس کے اجتہادی عمل کے لئے دیکھئے عثمان غنی رضؓ کے سرکاری خطوط، ندوۃ المصنفین دہلی
ص ۷۳-۷۴۔ [۵] اضافہ کے محرکات کا تفصیلی ذکر دیکھئے عثمان غنی رضؓ کے سرکاری خطوط۔ مطبوعہ ندوۃ المصنفین دہلی ص۸۳، ۸۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۱۴) رسول اللہ حج کے مہینوں میں خود بھی عمرہ (چھوٹا حج) کرتے تھے اور دوسروں کو بھی اس کی اجازت دیتے تھے، لیکن عثمان غنیؓ نے عمر فاروقؓ کی طرح حج کے ساتھ عمرہ کرنے کی ممانعت کردی تھی۔[۱]

(۱۵) عمر فاروقؓ ترکے سے بہن کو نصف، ماں کو نصف کا ثلث اور باقی دادا کو دیتے تھے، لیکن عثمان غنیؓ ترکے کے پانچ حصے کرکے بہن کو تین حصے اور ماں اور دادا کو ایک ایک حصہ دیا کرتے تھے۔[۲]

ذیل میں علی حیدرؓ کے اُن اجتہادات کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں جو مدنی قرآن کے ضابطوں، رسول اللہ کی سنت اور شیخین کے عمل سے مختلف تھے۔

(۱) قرآن میں چور کی سزا قطعِ ید ہے، لیکن علی حیدرؓ بیت المال سے چوری کرنے والے کا نہ تو ہاتھ کاٹتے تھے، اور نہ کوئی دوسری سزا دیتے تھے، اُن کی رائے تھی کہ بیت المال میں ہر مسلمان کا حق ہے چاہے وہ چوری کے ذریعہ ہی کیوں نہ لیا جائے۔[۳]

(۲) رسول اللہ نے اپنے ساتھیوں کو جو بیویوں کو چھوڑ کر حج یا جہاد کرنے جاتے تھے سفر کے دوران مُتعہ یا عارضی شادی کی اجازت دیدی تھی، پھر بقول بعض جہادِ خیبر کے ایام میں (۷ھ) اور بقول بعض فتحِ مکہ کے بعد یعنی ۸ھ میں، اس رخصت کو منسوخ کردیا تھا، لیکن علی حیدرؓ متعہ کے قائل تھے اور انھوں نے اس کو برقرار رکھا، اُن کا یہ اجتہاد عمر فاروقؓ کے اجتہاد سے بھی متصادم تھا، کیوں کہ مؤخر الذکر نے بتاکید متعہ کی ممانعت کردی تھی اور اِن وعیدی الفاظ میں لوگوں کو متنبہ کردیا تھا: مُتعتان (مُتعۃ الحج ومتعۃ النساء) کانتا علی عہد النبی أنا أنہی عنہما و أُعاقب علیہما۔[۴]

(۳) عمر فاروقؓ نے دیت کی شرح پانچ ہزار روپے مقرر کی تھی، لیکن علی حیدرؓ چھ ہزار روپے وصول کرتے تھے۔[۵]

(۴) عمر فاروقؓ نے امہات اولاد کو بیچنے کی ممانعت کردی تھی اور اس پر عثمان غنیؓ کے عہد تک عمل ہوا، لیکن علی حیدرؓ نے خلیفہ ہو کر امہات اولاد کو بیچنے کی اجازت دے دی۔[۶]

---

[۱] سنن کبریٰ ۵/۲۲- [۲] ایضاً ۶/۲۵۲- [۳] سنن کبریٰ ۸/۲۸۲- [۴] شرح نہج البلاغۃ ۳/۱۶۶-

[۵] کتاب الأم ۷/۱۶۳- [۶] سنن کبریٰ ۶/۳۴۳ و ۱۰/۳۴۳، ۳۴۸-

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۵) رسول اللہؐ، ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ پچیس[۲۵] اونٹوں پر بنت مخاض[۱] بطور زکوٰۃ لیتے تھے، لیکن علی حیدرؓ پچیس اونٹوں پر پانچ بکریاں وصول کرتے تھے۔[۲]

(۶) ابوبکر صدیقؓ سرکاری آمدنی سے غلاموں کو بھی حصّہ دیتے تھے، لیکن علی حیدرؓ کی رائے میں غلام کسی حق کے مستحق نہ تھے۔[۳]

(۷) عمر فاروقؓ نے فرقِ مراتب کی بنیاد پر عربوں کو مختلف طبقوں میں بانٹ کر ان کے الگ الگ گریڈ مقرر کر دیئے تھے، لیکن علی حیدرؓ نے فرقِ مراتب کا لحاظ نہیں رکھا اور سب کو یکساں تنخواہیں دیں۔[۴]

(۸) عمر فاروقؓ ترکہ سے بہن کو نصف، ماں کو چھٹا اور دادا کو تہائی حصہ دیتے تھے، لیکن علی حیدرؓ ترکہ کے چھ حصے کر کے بہن کو تین، ماں کو دو اور دادا کو ایک حصہ دیتے تھے۔[۵]

(۹) علی حیدرؓ نے حج کے مہینوں میں خود بھی حج اور عمرہ کیا اور دوسروں کو بھی اس کی اجازت دی، لیکن عمر فاروقؓ اور عثمان غنیؓ دونوں حج کے ساتھ عمرہ ملانے کے مخالف تھے۔[۶]

(۱۰) عمر فاروقؓ میت کی میراث سے بھائیوں کی موجودگی میں دادا کو چھٹا حصہ دیتے تھے، لیکن علی حیدرؓ تہائی حصہ دیتے تھے۔[۷] اور ایک قول یہ ہے کہ بھائیوں کی موجودگی میں عمر فاروقؓ دادا کو تہائی حصّہ دیتے تھے اور علی حیدرؓ چھٹا۔

(۱۱) علی حیدرؓ کچا لہسن کھانے کی اجازت نہ دیتے تھے، کیوں کہ اس سے بُو آتی ہے، لیکن رسول اللہؐ ابوبکر صدیقؓ، عمر فاروقؓ یا عثمان غنیؓ نے کچا لہسن کھانے کی ممانعت نہیں کی تھی۔[۸]

(۱۲) علی حیدرؓ حجام کی کمائی ناجائز اور ذلیل (سُحت) قرار دیتے تھے، حالانکہ اُن کے پیش رو خلفاء میں سے کسی کی یہ رائے نہ تھی نہ رسول اللہؐ کی۔[۹]

(۱۳) ایک عورت نے جس کو معلوم نہ تھا کہ عدت کے زمانہ میں شادی ممنوع ہے، عقد کر لیا، عمر فاروقؓ نے شادی منسوخ کر دی، عورت اور اس کے نئے شوہر کے کوڑے مارے اور دونوں کو ہمیشہ کے لئے الگ

---

[۱] دوسرے سال میں اونٹ کا بچہ۔ [۲] سنن کبری ۴/۹۲۔ [۳] ایضاً ۶/۳۴۳۔ [۴] ایضاً ۶/۳۴۳۔
[۵] سنن کبری ۶/۲۵۲۔ [۶] ایضاً ۵/۲۲۔ [۷] ایضاً ۶/۲۴۹۔ [۸] کتاب الام ۷/۱۶۳۔ [۹] ایضاً ۷/۱۶۲۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کر دیا اور بطور سزا عورت کا مہر ضبط کر کے غریبوں میں بانٹ دیا، اور ایک قول یہ ہے کہ مہر عورت کو لوٹا دیا۔ اسی طرح کی شادی میں علی حیدرؓ نے میاں بیوی کو الگ کر دیا، لیکن عورت کا مہر ضبط نہیں کیا اور نہ عورت کو عدت گذارنے کے بعد دوسرے شوہر کے ساتھ شادی کرنے سے روکا۔[1]

(۱۴) علی حیدرؓ نے سُراحہ نامی ایک شادی شدہ عورت کو جس نے زنا کی تھی، سو کوڑوں کی سزا دی اور پھر سنگسار بھی کیا حالانکہ اس باب میں مدنی قرآن اور رسول اللہؐ کا حکم یہ تھا کہ شادی شدہ زانیہ کو صرف سنگسار کیا جائے اور کنواری زانیہ کے صرف کوڑے مارے جائیں۔[2]

(۱۵) علی حیدرؓ نے سورج گرہن کی نماز میں پانچ رکعتیں پڑھیں اور چار سجدے کئے حالانکہ رسول اللہؐ چار رکعتیں پڑھتے اور چار سجدے کرتے تھے۔[3]

(۱۶) علی حیدرؓ بدری صحابہ کی نمازِ جنازہ میں کبھی پانچ اور کبھی چھ تکبیریں کہتے تھے حالانکہ رسول اللہؐ صرف چار تکبیریں کہتے تھے۔[4]

(۱۷) اگر کوئی عورت جو اپنے پردیس گئے ہوئے شوہر کی خبرِ موت سُن کر دوسری شادی کر لیتی لیکن بعد میں وہ خبر غلط ثابت ہوتی اور پہلا شوہر واپس آجاتا تو علی حیدرؓ اس عورت کا دوسرا نکاح منسوخ کر دیتے اور اس کو دوسرے شوہر سے طلاق دلوا کر پہلے شوہر کے حوالہ کر دیتے، لیکن عمر فاروقؓ کا مسلک اس سے مختلف تھا، وہ پہلے شوہر کو اختیار دیتے کہ خواہ اپنی بیوی لے لے اور خواہ بیوی کو دوسرے شوہر کی منکوحہ رہنے دے۔[5]

---

[1] سنن کبری، ۷/۴۴۱۔ [2] کتاب الام، ۷/۱۶۷۔ [3] ایضاً ۷/۱۵۶۔ [4] ایضاً، ۷/۱۵۶۔ [5] کتاب الآثار ص ۱۳۱۔

آثار الصنادید

مؤلفہ
سرسید احمد خاںؒ بانی مُسلم یونیورسٹی علی گڑھ

یہ کتاب عرصہ سے نایاب تھی اب یہ اس کا نیا، مکمل اور جامع ایڈیشن فوٹو آفسٹ پر شائع کیا گیا ہے۔
کتاب میں دلی کی بے شمار تاریخی عمارتوں کے مفصل حالات، نایاب نقشہ جات اور عمارتوں کے کتبات کے فوٹو اور تراجم نیز دلی کی مشہور و معروف شخصیتوں کے حالاتِ زندگی درج ہیں۔
سابقہ تمام ایڈیشنوں کا کُل مواد جدید ترتیب کے ساتھ اس میں سمویا گیا ہے۔ دعوی کیا جا سکتا ہے اب یہ ایڈیشن مکمل ترین ایڈیشن ہے۔

• سائز ۱۸×۲۲/۸ • بہترین فوٹو آفسٹ طباعت • عمدہ کاغذ

قیمت مجلد اٹھارہ (۱۸) روپے

مکتبہ بُرہان، اُردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶

© rasailojaraid.com